

جہاں شراب نوشی ہو ہی نہیں سکتی۔ مقصود یہ ہے کہ جب ہم ان مقامات میں بھی پینے کے لیے تیار ہیں، جو شراب نوشی کے لائق نہیں تو باقی مقامات میں ہمیں کب انکار ہو سکتا ہے ؟

مولانا طباطبائیؒ بجا فرماتے ہیں کہ حاصل زمین یہی شعر ہے اور اس کا اطلاق زندگی کے مختلف دائروں میں یکساں ہو سکتا ہے۔ میرزا نے اپنے دل کی جو کیفیت بیان کی ہے، وہ بالکل طبعی اور عام ہے، جب وہ مقام ہاتھ سے نکل جائے، جس میں دل اُلجھا ہوا ہو اور جو مختلف اعتبارات سے انسانی رد البط کا مرکز ہو تو ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان کو کسی اچھے یا برے مقام کا کوئی خاص لحاظ نہیں رہتا۔ تقسیم کے دوران میں ہم نے دیکھا کہ جن آبادیوں کو صدیوں کے وطن چھوڑنے پڑے۔ وہ عالم غربت میں جہاں کہیں پہنچے، پھٹر گئے اور ان کے دلوں میں کسی بھی مقام سے کوئی وابستگی باقی نہیں رہی تھی۔ یہ بھی اسی حقیقت کی دلیل تھی کہ جب میکدہ چھوٹ گیا تو کسی جگہ کی قید کا سوال ہی باقی نہیں رہ سکتا۔

۶۔ شرح : بہشت کی تائش میں جو کچھ کہا جاتا ہے، اس سے اختلاف کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم مانے لیتے ہیں کہ وہ بالکل درست ہے۔ ہمیں اس کی خوبی میں کوئی کلام نہیں، لیکن ہمارے لیے اصل معیار یہ ہے کہ تیرا جلوہ وہاں نظر آئے، خدا کرے کہ ایسا ہو! اگر یہ جلوہ موجود نہیں، ہم دیدار سے فیض یاب نہیں ہو سکتے تو جو بھی خوبی بیان کی جاتی ہے، ہماری نظروں میں بیچ ہو گی۔ اے محبوب حقیقی! ہمارے لیے بہشت وہی ہے، جہاں تیرا قرب نصیب ہو تیرا دیدار میسر آئے۔ اگر یہ دولت نہیں مل سکتی تو سب کچھ بیچ ہے۔

میرزا غالب نے جزا و سزا کے باب میں جو کچھ کہا، اس میں دو چیزیں بالخاصہ قابل توجہ ہیں۔ اول یہ کہ عبادت میں کسی ایسے عیش و راحت کی کوئی ترغیب نہ ہو، جیسا مادی صورت میں یہاں میسر آ سکتا ہے، دوم بہشت سے